خواتینِ اسلام کی بہادری

یعنی

مسلمان عورتوں کی جنگی اور اخلاقی شجاعت کے

کارنامے

از

سیّد سلیمان، ندوی

باهتمام مولوی مسعود علی صاحب ندوی

در مطبع معارفِ اعظم گڈھ طبع شد

طبع دوم سنہ ۱۳۴۱ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسلمان عورتون کی بہادری

یورپ کے گولڈن ڈیڈس مین سب سے زرین کارنامہ ایک بہادر عورت کا وقعہ ہے جسنے موقع جنگ پر نپولین کے مقابلہ مین ایک سپاہی کا کام انجام دیا تھا ۱۸۰۸ء مین جب نپولین بوناپارٹ پرتگال کی مہم سر کرچکا تو اپنے بھائی جوزف کو یہان اپنا قائم مقام چھوڑ کر اسپین کی طرف بڑھا، دار السلطنت آرگان کے شہر زرگوزا (سرقوسہ) مین دونون فوجون کا مقابلہ ہوا، اسپین نے جنگی طاقت کے علاوہ قومی جوش سے بھی اس فتنہ کو فرو کرنا چاہا، تمام ملک مین وطن اور قوم کی جے پکاری جانے لگی، اور ہر شخص اپنے ملک پر جان فدا کرنے پر مستعد ہو گیا، اس موقع پر جنس انسانی کے ایک کمزور اور نازک طبقہ نے بھی حتی الامکان وطن کے لیے جان فروشی کی،

عورتون اور ضعیف بچون کی سرفروشی اور کیا ہو سکتی تھی؟ انھون نے مجروح سپاہیون کی خدمت کی، کونٹٹ بیوریٹا نے عورتون اور بچون کی ایک جماعت ترتیب دی جن کے متعلق یہ خدمت سپرد کی کہ موقع جنگ پر سپاہیون کو کھانا پہونچائین، زخمی سپاہیون کو میدان کارزار سے اُٹھا لائین، اُنکی تیمار داری کرین، اُن کی مرہم پٹی کرین، اسی جنگی تاریخ کا ایک پُر فخر واقعہ یہ ہے، کہ اگسٹینا زراگوزا ایک دن ایک سپاہی کا

کھانا لیے جاتی تھی کہ اثناے راہ مین ایک خوفناک سین اُسکو نظر آیا عین معرکہ مین ایک گولہ انداز سپاہی کو گولی لگی اور وہ گر گیا، دوسرے سپاہی کھڑے ہین اور ہمت کرتے ہین کہ مقتول سپاہی کی جگہ کھڑے ہو کر دشمن کو ادھر آنے سے روکین، مگر بندوق کی گولیان اس زور دن سے برس رہی تھین کہ آگے بڑھتے ہوئے لوگون کے قدم ڈگ رہے تھے بہادر اگسٹینا دوڑ کر مقتول سپاہی کی جگہ پر پہونچی، اور اس توپ مین جسکو مقتول سپاہی نے ٹھیک دشمنون کے نشانے پر رکھا تھا دیا سلائی لگا دی اور اخیر معرکہ تک اُسکا دست ہمت شل نہوا اور برابر کام کرتی رہی،

اختتام جنگ پر اگسٹینا کو معلوم ہوا کہ اُسنے اپنے شوہر کی طرف سے یہ خدمت ادا کی جسکی مردہ لاش توپ کے پیچھے پڑی تھی، ملک وقوم نے اگسٹینا کی اس خدمت کو اس نگاہِ عزت سے دیکھا کہ جب تک وہ زندہ رہی سلطنت سے اُسکو وظیفہ ملتا رہا، یورپ مین ارباب قلم نے گولڈن ڈیڈس کے سب سے قیمتی اور قابل عزت سلسلۂ واقعات مین اسکا ذکر کیا،

جان آف آرک یورپ کی ایک بہادر عورت تھی جسنے مردانہ لباس پہنکر بطور سپہ سالار کے ۱۴۲۹ء مین آرلینس کا محاصرہ کیا پیٹے کی لڑائی مین انگریزون کو شکست دی اور چارلس ہفتم کو تخت پر بٹھایا ۱۴۳۱ء مین اس جرم پر کہ اُسمین یہ مافوق الفطرت قوت بزور سحر ہے جلا دی گئی، جان کے کارنامون کی انتہاے شہرت یہ ہے کہ اسکول کا بچہ بچہ اس سے واقف ہے، اور اب ۱۹۲۰ء مین یورپ نے اوسکے ولیہ ہونیکو تسلیم کر لیا،

اسکے مقابلہ مین ہماری قومی تاریخون مین اس قسم کے بیسیون واقعات ہین لیکن افسوس ہے کہ ہمارے کان اُن سے آشنا نہین ہین، اور افسوس ہے کہ نہین ہین، اسلام سے پہلے بھی عرب مین یہ دستور تھا کہ معرکہ مین عورتین بھی مردون کے ساتھ شریک رہتی تھین

عورتون اور بچون کی جماعت صف جنگ سے پیچھے رہتی تھی، اُنکا کام یہ ہوتا تھا کہ مجروح
سپاہیون کی تیمارداری کرین، گھوڑون کی خدمت کرین، اپنے بہادر شوہرون کو [illegible]
[illegible] بچائین، اسلاف کے تاریخی کارنامون کے رجز سے جوش پیدا کرین، غنیم کے مقتول سپاہیون کے
ہتھیار کھول لین، بھاگتون کو گرفتار کرین، اور قیدیون کی حفاظت کرین،

عرب کا مشہور شاعر عمرو بن کلثوم فخر کے لہجہ مین کہتا ہے،

على اثارنا بيض حسان … نحاذر ان تقسم او تهونا

ہماری صف کے پیچھے حسین گوری عورتین … ہین ہمکو [illegible]

اخذن على بعولتهن عهدا … اذا لاقوا كتائب معلمينا

اور دشمن اُنپر قبضہ نہ پائین اُن عورتون نے … میدان قتال مین [illegible]

ليسلبن افراسا وبيضا … واسرى في الحبال مقرنينا

عہد لے لیا ہے وہ ہمارے ساتھ اسلیئے جیتی ہین … تاکہ [illegible]

ظعائن من بني جشم بن بكر … خلطن بميسم حسبا ودينا

اور دشمنونکو گرفتار کرلین یہ جشم بن بکر کے خاندان کی … عورتین ہین جنہون نے [illegible]

يقتن جيادنا ويقلن لستم … بعولتنا اذا لم [illegible]

اور مذہب بھی ہے ہمارے گھوڑونکی خدمت کرتی ہین انکا قول ہے کہ تم ہمارے شوہر نہین ہو اگر [illegible]

اسلام مین بھی یہ قدیم دستور قائم رہا جہاد مین برابر مردون کے ساتھ [illegible]
شریک رہتی تھین، بخاری مین ہے کہ غزوہ احد مین ام المؤمنین حضرت عائشہ [illegible]
سے مشک بھر بھر کر زخمی سپاہیون کو پانی پلاتی تھین۔ [illegible]
[illegible] دوا اور صحابیہ بھی اس خدمت مین شریک تھین،

محدث ابونعیم نے روایت کی ہے کہ جنگ خیبر مین فوج کے ساتھ چھ عورتین بھی مدینہ سے چلی تھین رسول اللہ کو اسکی خبر نہ تھی، جب معلوم ہوا تو رسول اللہ نے غضب و نفرت کے لہجہ مین اُن سے فرمایا کہ تم کو کس نے فوج کے ساتھ آنے کی اجازت دی، اُن عورتون نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! ہمارے ساتھ دوائین ہین ہم زخمیونکو مرہم لگائین گے، بدن سے تیر نکالین گے، کھانے کا انتظام کرین گے، آپ نے فرمایا خیر ٹھہرو، جب خیبر فتح ہوا تو اور سپاہیون کے ساتھ ان عورتون کو بھی رسول اللہ نے مال غنیمت سے حصہ دیا[۱] ام سلیم اور انصار کی چند عورتین انھین خدمات کے لیے اکثر غزوون مین شریک رہی ہین[۲] ربیع بنت معوذ اور عورتون نے شہدا اور مجروحین کو احد کے میدان جنگ سے اُٹھا کر مدینہ لانے کی خدمت انجام[۳] دی تھی، ام رقیدہ صحابیہ کا ایک خیمہ تھا جسمین وہ زخمیونکی مرہم پٹی کرتی تھین[۴]

ام زیاد اشجعیہ اور دوسری پانچ عورتون نے غزوہ خیبر مین چرخہ کات کر مسلمانونکو مدد دی تھی، وہ میدان سے تیر اُٹھا کر لاتی تھین، اور سپاہیون کو ستو پلاتی تھین[۵] حضرت ام عطیہ نے سات غزوات مین صحابہ کے لیے کھانا پکایا[۶] تھا،

ابن جریر طبری ایک موقع پر لکھتا ہے، کہ مسلمانون نے اپنے مقتولین کو ایک جگہ جمع کر کے صف سے پیچھے ڈالدیا، اور جو لوگ مقتولین کی تجہیز و تکفین کے لیے متعین تھے وہ مجروحین کو عورتون کے سپرد کرتے اور جو شہدا ہوتے اُنکو دفن کر دیتے، اغواث اور ارماث کی لڑائیون مین جو فتح قادسیہ کے سلسلے مین لڑی گئی تھین، عورتین اور بچے قبر کھودتے تھے[۸]

---

[۱] ابوداؤد فتح خیبر [۲] ابوداؤد جلد اصفحہ ۳۵۲، [۳] بخاری کتاب الطب [۴] ابوداؤد جلد اصفحہ ۲۰
[۵] صحیح مسلم ج ۲ صفحہ ۱۰۵ مصر [۶] طبری مطبوعہ یورپ جلد ۴ صفحہ ۲۳۳۱، [۸] ایضاً جلد ۴ صفحہ ۲۳۶۳

قادسیہ کی لڑائی کا واقعہ ایک عورت جو موقع جنگ پر موجود تھی اس طرح بیان کرتی ہے کہ جب لڑائی کا خاتمہ ہو چکا تو ہم اپنے کپڑے کس کس کر رزمگاہ کی طرف چلے ہمارے ہاتھون مین لاٹھیان تھین، میدان مین جہان کوئی مسلمان مجروح سپاہی نظر آیا اسکو اٹھا لیا[1]،

مذکورۂ بالا واقعات سے مذہبی ولولہ قومی ہمدردی، اور بہادری کے علاوہ اُن خدمات کی بھی تفصیل معلوم ہوتی ہے جو لڑائیون مین عورتون کے متعلق تھین،

(۱) زخمیون کو پانی پلانا،

(۲) فوج کے کھانے کا انتظام،

(۳) قبر کھودنا،

(۴) مجروح سپاہیونکو معرکۂ جنگ سے اُٹھا لانا،

(۵) زخمی سپاہیون کی تیمارداری کرنا،

(۶) ضرورت کے وقت فوج کو ہمت دلانا اور انکی امداد کرنا،

قرن اول کی تمام لڑائیون کا مرقع ایک ایک کرکے تم اپنے سامنے رکھو عموماً صف جنگ کے پیچھے تم عورتون کو اپنے ادائے فرض مین مشغول پاؤ گے، مسلمان عورتون کی سب سے آخری خدمت کے متعلق تفصیل واقعات کی ضرورت ہے جس سے یہ معلوم ہوگا کہ مسلمانونکا یہ کمزور طبقہ اس نازک خدمت کو کس خوبی سے انجام دیتا تھا،

حضرت انس بن مالک، خادم رسول اللہ صلعم کی والدہ ام سلیم عموماً غزوات بیشتر آنحضرت صلعم کے ساتھ رہا کرتی تھین[2]، حضرت طلیب بن عمیر جب اسلام لائے اور اپنی مان اروی بنت عبد المطلب کو اس کی خبر دی تو بولین کہ تم نے جس شخص کی نصرت

[1] طبری مطبوعۂ یورپ جلد ۴ صفحہ ۲۳۶۲، [2] اسد الغابہ جلد ۵ صفحہ ۵۹۱،

کی، وہ اسکا سب سے زیادہ مستحق تھا، اگر مردون کی طرح مجھ مین بھی استطاعت ہوتی تو مین آپکی حفاظت کرتی اور آپکی طرف سے لڑتی[1]،

غزوۂ خندق مین رسول اللہ اور تمام صحابہؓ یہودیون سے لڑرہے تھے کہ بنو قریظہ لڑتے لڑتے اُس مقام کے قریب پہونچ گئے جہان مسلمان عورتین اور بچے چھپے تھے، بنو قریظہ اور مسلمان عورتون کے درمیان کوئی ایسی فوج نہ تھی جو عورتون کی حفاظت کرسکے، اسی اثنا مین ایک یہودی ان عورتون کی طرف نکل آیا، خوف یہ تھا کہ اگر یہ یہودی بنو قریظہ سے کہہ آیا کہ ادھر عورتین ہین تو میدان خالی پاکر وہ عورتون پر حملہ کردین گے حضرت صفیہؓ نے جو رسول اللہ کی پھوپھی اور حضرت زبیرؓ کی والدہ تھین حضرت حسان بن ثابتؓ سے کہا کہ اس یہودی کو قتل کردو حضرت حسانؓ نے عذر کیا، آخر حضرت صفیہؓ خیمہ کا ایک ستون لیکر خود اُترین اور اُس یہودی کو اُسی ستون سے وہین مار کر گرادیا، مورخ ابن اثیر جزری نے لکھا ہے کہ یہ پہلی بہادری تھی جو ایک مسلمان عورت سے ظاہر ہوئی[2]،

ام عمارۃ ایک مشہور صحابیہ تھین قبل از ہجرت مقام عقبہ مین جب مدینہ کے مسلمانون نے کفار قریش سے چھپکر رسول اللہؐ کی امداد اور اسلام کی اشاعت کے لیے رسول اللہ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی تو اُس مختصر جماعت مین جو اسلام کی سب سے پہلی جماعت تھی ام عمارۃؓ بھی شریک تھین، اسلامی تاریخ مین اسی واقعہ کو بیعتِ عقبہ کہتے ہین ۶ھ مین جب رسول اللہ نے حج کی نیت سے مکہ معظمہ کا ارادہ کیا اور مکہ مین داخل ہونے کے لیے قریش سے آپ نے اجازت مانگی اور حضرت عثمانؓ مسلمانون کی طرف سے سفیر بنکر مکہ گئے، تو یہ خبر مشہور ہوئی کہ قریش نے حضرت عثمانؓ کو قتل کرڈالا، اُسوقت تمام صحابہؓ سے

[1] استیعاب تذکرہ حضرت طلیب بن عمیر [2] اسد الغابہ تذکرہ حضرت صفیہ،

رسول اللہ صلعم نے کفار قریش سے لڑنے اور مرنے پر بیعت لی، جو تاریخ اسلام مین بیعت رضوان کے نام سے مشہور ہے ام عمارہؓ اس بیعت رضوان مین بھی شریک تھین، مسلمانوں کی طرف سے اپنے شوہر زید بن عاصم کے ساتھ جنگ احد مین بھی موجود تھین، بلکہ عین اوس وقت جب احد مین عام مسلمانون کے پاؤن اکھڑ گئے تھے، اور آنحضرت صلعم پر کفار بڑھ بڑھ کے وار کر رہے تھے، اور جان نثار آگے آ آکر اپنی جانین قربان کر رہے تھے، یہ بہادر خاتون بھی تیغ بدست حملہ آورون کو مار مار کر پیچھے ہٹا رہی تھین، اوس دن کئی زخم اونکے دست و بازو مین آئے تھے، اسی طرح دیگر غزوات مین بھی اون سے بے مثال بہادری کے کارنامے ظہور مین آئے ہین[1]

حضرت ابو بکرؓ کے زمانہ مین مسیلمہ کذاب نے ادعائے نبوت کیا اور مقام یمامہ مین ایک خونریز لڑائی کے بعد مسلمانون کے ہاتھ سے مارا گیا اس جنگ مین جو جنگ یمامہ کے نام سے مشہور ہے ام عمارہؓ بھی شریک تھین، اور جب تک انکا ہاتھ زخمی نہ ہوا دشمنون سے لڑتی رہین، اس دن ام عمارہؓ کو بارہ زخم لگے تھے[2]

حضرت فاروق اعظم کے زمانے مین اسلام کو جزیرہ نمائے عرب سے باہر قدم رکھنے کے لیے مشرق کے اُن دو پُر زور طاقتون سے مقابلہ کرنا پڑا جو دنیا مین روم اور ایران کے مہیب نامون سے مشہور ہین رومیون کا وہ سب سے خونریز معرکہ جسپر اُنکی قسمت کا آخری فیصلہ ہوا، جنگ یرموک ہے، اور ایرانیون کی وہ سب سے آخری پُر زور کوشش جس سے زیادہ زور و قوت صرف کرنا تخت کیانی کے امکان مین نہ تھا، جنگ قادسیہ ہے یہ دونون معرکے تاریخ اسلام کے بہترین کارنامے ہین جنھون نے دنیا مین پھیلنے کے لیے اسلام کا راستہ صاف کر دیا،

[1] اسد الغابہ جلد ۵ صفحہ ۶۰۵، [2] فتوحات اسلامیہ سید دحلان صفحہ ۶۴،

لیکن ان دونون واقعون مین مسلمانون کی فتحیابی مخدّرات اسلام کے زورِ بازو اور آتش بیانی کی ممنون ہے محرم ۱۴ھ ہجری مین مسلمانون اور ایرانیون مین مقام قادسیہ پر مقابلہ ہوا، ایرانیون کی جمعیت ایک لاکھ سے زیادہ تھی اور مسلمان کچھ اوپر تیس ہزار تھے، اس معرکہ مین کئی ہزار مسلمان شہید اور زخمی ہوئے عورتون اور بچون نے شہدا کی قبرین کھودین، اور مجروحون کو میدان جنگ سے اُٹھا لائے اور اُنکی تیمارداری کی،

قادسیہ کی لڑائی مین عورتون کو کسقدر جوش تھا؟ اُسکا اظہار ذیل کی تقریر سے ہوگا جو قبیلہ نخع کی ایک بوڑھی عورت نے اپنے بیٹونکو میدان جنگ مین بھیجتے وقت کی تھی،

انکم اسلمتم فلم تبدلوا وھاجرتم فلم	پیارے بیٹو! تم اسلام لائے پھر پھرے نہین، تم نے
تثوبوا ولم تنب بکم البلاد ولم تقحمکم	ہجرت کی تو تم کو کسی نے ملامت نہ کی، تمھارا
السنۃ ثم جئتم بامکم عجوز کبیرۃ	وطن تمھارے ناموافق نہ تھا، نہ تم پر قحط پڑا تھا
فوضعتموھا بین ایدی اھل فارس	تم نے اپنی بوڑھی مان کو اپنے ساتھ لاکر اہل فارس
واللہ انکم بنو رجل واحد کما انکم	کے سامنے ڈالدیا، خدا کی قسم تم ایک باپ کی
بنو امرءۃ واحدۃ ما خنت اباکم	اولاد ہو جسطرح تم ایک مان کی اولاد ہو، مین نے
ولا فضحت خالکم انطلقوا واشھدوا	تمھارے باپ سے خیانت کی اور نہ مین نے
اول القتال واٰخرہ	تمھارے ماموں کی فضیحت کی، جاؤ اور شروع
(طبری جلد ۶ ص ۲۲۰۷)	سے اخیر تک لڑو،

بیٹون نے ایک ساتھ دشمنون پر حملہ کیا اور بڑی بہادری سے لڑے جب نظرون سے غائب ہوگئے، تو اُس بڑھی عورت نے دعا کو ہاتھ اُٹھایا کہ خدایا میرے بچون کو بچانا، اختتام جنگ پر بہادر بیٹے صحیح وسالم اپنی مان کے پاس آئے اور غنیمت کا مال مان کے

آگے ڈال دیا،

جنگ قادسیہ مین عرب کی مشہور شاعرہ خنساء بھی شریک تھی، خنسا کے ساتھ اُسکے چارون بیٹے بھی تھے، شب کے ابتدائی حصہ مین جب ہر سپاہی صبح کے ہولناک منظر پر غور کر رہا تھا آتش زبان شاعرہ نے اپنے بیٹون کو یون جوش دلانا شروع کیا،

یا بنیّ انکم اسلمتم وهاجرتم مختارین
وو الله الذی لا اله غیره انکم بنو رجل
واحد کما انکم بنو امرءة واحدة ما خنت
اباکم ولا فضحت خالکم ولا هجنت
حسبکم ولا غیرت نسبکم وقد تعلمون ما
اعد الله للمسلمین من الثواب الجزیل
فی حرب الکافرین واعلموا ان الدار
الباقیة خیر من الدار الفانیة
یقول الله عز وجل یا ایها الذین آمنوا
اصبروا وصابروا ورابطوا واتقوا الله

پیارے بیٹو! تم اپنی خواہش سے مسلمان ہوئے اور ہجرت کی وحدہ لاشریک کی قسم کہ تم جسطرح ایک ماں کے بیٹے ہو ایک باپ کے بھی بیٹے ہو، مین نے تمھارے باپ سے بددیانتی نہین کی، اور نہ تمھارے ماموں کو ذلیل کیا، اور نہ تمھارے حسب و نسب مین داغ لگایا، جو ثواب عظیم خدا نے کافرون سے لڑنے مین مسلمانون کے لیے رکھا ہے تم اُسکو خود جانتے ہو خوب سمجھ لو کہ آخرت جو ہمیشہ رہنے والی ہے اس دار فانی سے بہتر ہے، خدائے پاک فرماتا ہے، مسلمانو! صبر کرو اور استقلال سے کام لو خدا سے ڈرو

سلہ یہ دونون واقعے موقع جنگ، تعداد اولاد اور بعض الفاظ کے اتحاد سے ایک ہی معلوم ہوتے ہین لیکن بعض اختلافات بھی ایسے ہین جو ایک واقعہ نہین ہونے دیتے، پہلی عورت قبیلہ نخع کی ہے، خنسا قبیلہ سلم کی ہے پہلی عورت کی مختصر و سادہ تقریر ہے، دوسری عورت کی تقریر طویل اور فصاحت و جوش سے لبریز ہے جو خنسا کے شایان شان ہے طبری نے پہلی عورت کے متعلق لکھا ہے کہ اوسکے بیٹے مال غنیمت لیکر صحیح وسالم واپس آگئے، ابن اثیر نے دوسری عورت کے متعلق لکھا ہے کہ اُسکے بیٹے شہید ہوئے اور اُنکی تنخواہ حضرت عمرؓ انکی ماں کو دیا کرتے تھے، واللہ اعلم،

لعلکم تفلحون، فاذا اصبحتم غدا ان شاء
الله سالمین فاغدوا الی قتال عدوکم
مستبصرین وبالله علی اعدائه مستنصرین
واذا رایتم الحرب قد شمرت عن ساقها
واضطرمت لظی علی سیاقها، وجللت
نارا علی اوراقها فتیمموا وطیسها وجالدوا
رئیسها عند احتدام خمیسها تظفروا
بالغنم والکرامة فی دار الخلد والمقامة

تاکہ تم کامیاب ہو۔ کل جب خیریت سے تم انشاء اللہ
صبح کرو، تو تجربہ کاری کے ساتھ اور خدا سے نصرت
کی دعا مانگتے ہوئے دشمنوں پر جھپٹ پڑنا، اور جب
دیکھنا کہ لڑائی زوروں پر ہے اور ہر طرف اُس کے
شعلے بھڑک رہے ہیں، تو تم خاص آتشدانِ جنگ
کی طرف رخ کرنا اور جب دیکھنا کہ فوج غصے سے
آگ ہو رہی ہے تو غنیم کے سپہ سالار پر ٹوٹ پڑنا خدا
کرے کہ تم دنیا میں مال غنیمت اور عقبیٰ میں عزت پاؤ

(اسد الغابہ ابن اثیر جزری جلد ۵ صفحہ ۴۴۲)

صبح کو جنگ چھڑتے ہی خنساء کے چاروں بیٹے یکبارگی دشمنوں پر جھپٹ پڑے اور آخر کو بڑی بہادری سے چاروں لڑ کر شہید ہوئے، خنساء کو جب یہ خبر پہونچی تو اُسنے کہا، اُس خدا کا شکر ہے جسنے بیٹوں کی شہادت کا مجھے شرف بخشا، حضرت عمرؓ ۸۰۰ دینار خنساء کو اُسکے چاروں بیٹوں کی تنخواہ کے دیا کرتے تھے،

واقعۂ جسر کے بعد جسمیں مسلمانوں کو ایرانیوں کے مقابلہ میں سخت ہزیمت اُٹھانی پڑی تھی، ایک دوسرا ہولناک معرکہ ہوا جو جنگ بویب کے نام سے مشہور ہے۔ جنگ بویب میں جسکو جنگ قادسیہ کی تمہید سمجھنا چاہیے، مسلمانوں کو ایرانیوں کا بہت سا سامان رسد ہاتھ آگیا مسلمان عورتوں کو رزمگاہ سے بہت پیچھے چھوڑ آئے تھے کھانے کا انتظام چونکہ عورتوں ہی سے متعلق تھا اسلیے مثنیٰ نے جو اسوقت فوج کا سپہ سالار تھا، یہ سارا سامان فوج کے ایک رسالے کی حفاظت میں عورتوں کے پاس بھیجدیا، یہ رسالہ گھوڑے اُڑاتا ہوا عورتوں کی فرودگاہ

کیطرف چلا، عورتین سمجھین کہ دشمن چڑھ آئے ہین، عورتون کے خیمون مین سلحہ کہان سے آتے بچون کو پیچھے کھڑا کیا، اور خود پتھر اور خیمہ کی چوبین لے لیکر حملے کے لیے کھڑی ہوگئین، عمرو بن عبدالمسیح جو اس رسالہ کا افسر تھا پکارا کہ اسلامی فوج کی عورتون کو بیشک ایسا ہی بہادر ہونا چاہیے، یہ کہہ کر اُس نے عورتون کو مسلمانون کی فتح کی خوشخبری سُنائی، اور چیزین اُنکے سپرد کین[1]،

میسان کی لڑائی مین اس سے بھی ایک عجیب بہادری عورتون سے ظاہر ہوئی دریائے دجلہ کے قریب اہل میسان اور مسلمانون کا سامنا ہوا مغیرہ جو اسوقت فوج کے سپہ سالار تھے میدان جنگ سے عورتون کو بہت پیچھے چھوڑ آئے تھے، دونون فوجون مین گھمسان کی لڑائی ہو رہی تھی کہ اردہ بنت حارث نے جو طبیب العرب کلدۃ کی پوتی تھین، عورتون سے کہا کہ اگر ہم اسوقت مسلمانون کی مدد کرتے تو نہایت مناسب ہوتا، یہ کہکر انھون نے اپنے دوپٹے کا ایک بڑا علم بنایا اور عورتون نے بھی اپنے اپنے دوپٹون کی جھنڈیان بنائین، دونون طرف کے بہادر دل توڑ کر حملے کر رہے تھے کہ اس سامان کے ساتھ عورتین پرچم اڑاتی ہوئی فوج کے قریب پہونچ گئین یہ سمجھ کر کہ مسلمانون کی امداد کو ایک تازہ دم فوج اور پہونچ گئی، غنیم کے بازو سُست پڑ گئے، اور آن کی آن مین یہ سیاہ بادل پھٹ گیا[2]،

عہد صدیقی مین اول اول ۱۳ھ ہجری مین مسلمانون نے دمشق پر لشکرکشی کی، چند معرکون کے بعد اہل دمشق قلعہ بند ہوگئے، مسلمان دمشق کا محاصرہ کیے ہوئے پڑے تھے کہ معلوم ہوا کہ نوے ہزار رومی بڑے سروسامان کے ساتھ اجنادین مین جمع ہو رہے ہین مسلمانون کی فوج منتشر طور سے تمام ملک شام مین پھیلی ہوئی تھی، حضرت ابوعبیدہ اور خالد بن ولید کی جو عراق کو پامال کرکے دمشق مین آکر مل گئے تھے یہ راے قرار پائی کہ کل اسلامی فوج کو

---

[1] تاریخ طبری جلد ۵ صفحہ ۲۱۹، [2] ایضاً جلد ۶ صفحہ ۲۳۴،

سمیٹ کر ایک جگہ جمع ہونا چاہیے، ان فوجون کی مجموعی تعداد چوبیس ہزار تھی، کل افسران اسلام جہان جہان تھے اپنی اپنی فوجین لیے ہوئے اجنادین کی طرف بڑھے،

ابو عبیدہ اور خالد نے بھی دمشق کا محاصرہ چھوڑ کر اجنادین کی طرف باگ اُٹھائی حضرت خالدؓ فوج کے آگے آگے جارہے تھے اور حضرت ابو عبیدہؓ تھوڑی فوج کے ساتھ عورتون اور بچون کو لیے ہوئے مع خیمے اور سامان رسد کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے، اہل دمشق نے دیکھا کہ مسلمان ڈیرے خیمے اُٹھائے لدے پھندے جارہے ہین، انکو انتقام کا موقع نہایت مناسب معلوم ہوا قلعہ کے پھاٹک کھول کر فوراً پیچھے سے حملہ کردیا، قیصر روم نے دمشق کے لیے کچھ امدادی فوجین بھیجی تھین، اتفاق سے عین وقت پر وہ بھی آپہونچین اور آتے ہی انھون نے مسلمانون کا آگا روک لیا، اسوقت مسلمانون مین جس انتہا کی بدحواسی پیدا ہونی چاہیے تھی وہ ظاہر ہے مگر اس کے برخلاف انھون نے نہایت پامردی اور استقلال کے ساتھ دونون طرف کے حملے روکے لیکن زیادہ تر ان کی توجہ سامنے کی فوج کی طرف منعطف تھی اتنا موقع بھی اہل دمشق کو غنیمت معلوم ہوا اور مسلمان عورتون کو اپنی حراست مین لیکر قلعۂ دمشق کی طرف رخ کیا،

عورتون نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا خولہ بنت ازور نے کہا "بہنو! کیا تم یہ غیرت گوارا کرسکتی ہو کہ مشرکین دمشق کے قبضے مین آجاؤ، کیا تم عرب کی شجاعت وحمیت کے دامن مین داغ لگانا چاہتی ہو میرے نزدیک تو مرجانا اس ذلت سے کہین بہتر ہے" ان چند فقرون نے ایک آگ سی لگادی، خیمون کی چوبین لے لیکر باقاعدہ حلقہ باندھ کر آگے بڑھین سب سے آگے خولہ بنت ازور، ضرار کی بہن تھین، اور انکے پیچھے عفیرہ بنت عفارہ، ام ابان بنت عتبہ، سلمہ بنت نعمان بن مقرن وغیرہ تھین، کچھ دیر کے لیے تو حیرت نے دمشقیون کے ہاتھ پانون باندھ دیے اور اتنی دیر مین عورتون نے تین لاشین گرادین اور آخر کو پھر انھون نے بھی حملہ کردیا،

دمشقیون کے قدم اُکھڑنے اُکھڑنے کو تھے کہ مسلمان بھی اُدھر سے فارغ ہو کر آگئے، دمشقی فوج مین جو رمقِ جان باقی تھی وہ بھی ان حملون سے نکل گئی، باقی فوج بھاگ کر دمشق مین قلعہ بند ہوگئی، اور اسلامی فوج کی عنانِ عزیمت پھر اجنادین کی طرف مڑی،

اڈورڈ گبن صاحب نے اپنی تاریخ مین اس واقعہ کو نقل کرکے مسلمان عورتون کی عفت عصمت، دلیری و بہادری کی تعریف کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "یہ وہ عورتین ہین جو شمشیر زنی، نیزہ بازی، تیراندازی مین نہایت ماہر تھین، یہی وجہ ہے کہ نازک سے نازک موقع پر بھی یہ اپنے دامنِ عفت کے محفوظ رکھنے مین کامیاب ہوتی تھین"

جنگ یرموک مسلمانون کی سب سے پہلی باقاعدہ جنگ تھی اس معرکہ مین مسلمان چالیس ہزار تھے، مگر جو تھے عرب مین انتخاب تھے، رومیون کی جمعیت دو لاکھ سے زیادہ تھی، اور یہ رومیون کا طوفان اس جوش و خروش کے ساتھ آگے کو بڑھ رہا تھا، کہ گمان ہوتا تھا کہ ایک ہی ریلے مین مسلمانون کو جڑ سے اُکھاڑ دیگا، یرموک مین دونون فوجون کا مقابلہ ہوا، مسلمانون اور رومیون کی تعداد مین چوگنے کا فرق تھا، پھر انکے جوش کا یہ عالم تھا کہ تیس ہزار رومیون نے پاؤن مین بیڑیان ڈال لین تھین کہ ہٹنا چاہین بھی تو نہ ہٹ سکین،

دو لاکھ کا ٹڈی دل اس زور و شور سے مسلمانون پر ٹوٹ پڑا، کہ اسلامی فوج کا داہنا بازو ہٹتے ہٹتے عورتون کے خیمہ گاہ تک آگیا، لخم و جذام کے قبیلے ایک مدت تک عیسائیون کے ماتحت رہے تھے، اور اب مسلمان ہو گئے تھے میسرہ (بایان حصہ) مین زیادہ تر یہی لوگ تھے رومیون نے انکی طرف رخ کیا تو یہ مرعوب ہو کر نہایت بے ترتیبی سے بھاگ نکلے، اب رومی تعاقب کرتے ہوئے خیمون تک پہونچ گئے، عورتون کے غصہ کی انتہا نہ رہی، وہ خیمون سے باہر نکل آئین، اور اس زور سے حملہ کیا کہ رومیون کا سیلاب جو نہایت سرعت سے بڑھ رہا

رہا تھا دو تھم گیا، انھوں نے بھاگتوں کو روک کر پھر آگے بڑھایا اور فوج کی پشت پر آکر مسلمانوں کو غیرت دلا دلا کر ان میں جوش پیدا کر دیا، عورتوں کی ان کوششوں کا یہ اثر ہوا کہ مسلمانوں کے اکھڑے ہوئے پاؤں پھر سنبھل گئے، قریش کی عورتیں تلواریں گھسیٹ کر دشمنوں پر ٹوٹ پڑیں اور حملہ کرتے ہوئے مردوں سے آگے نکل گئیں[1]، حضرت معاویہ کی بہن جویریہ عورتوں کا ایک دستہ لیکر آگے بڑھیں اور نہایت دلیری سے لڑکر زخمی ہوئیں[2] حضرت معاویہ کی ماں ہند بنت عتبہ مردوں کو مخاطب کرکے یہ کہتی تھیں[3]،

یا معشر العرب عضدوا الغلفان بسیوفکم۔ عربو! نامردوں جا ؤ نامرو۔

عفرار ابن ازور کی بہن خولہ یہ شعر پڑھکر مسلمانوں کو غیرت دلاتی تھیں،

یا ھاربا عن نسوۃ تقیات	رمیت بالسھم والمنیات
اے پاکدامن عورتوں کو چھوڑ کر بھاگنے والو	تم موت اور تیر کے نشانہ بنو،

مورخ طبری نے اس جنگ میں ام حکیم بنت حارث کا نام خصوصیت سے لیا ہے

ابن اثیر جزری نے لکھا ہے کہ حضرت معاذ بن جبل کی پھوپھی زاد بہن اسما بنت یزید نے تنہا نو رومیوں کو مار ڈالا[4]، جو عورتیں مردانہ وار جنگ یرموک میں لڑیں ابن عمر واقدی انمیں سے بعض کے یہ نام بتاتا ہے اسماء بنت ابوبکر صدیق، عبادہ بن صامت کی بیوی، خولہ بنت ثعلبہ، کعوب بنت مالک، سلمیٰ بنت ہاشم، نعم بنت قیاس، عفیرۃ بنت عفارۃ،

جنگ یرموک کے بعد پھر مسلمانوں کی فوج رومیوں کے مقابلہ پر جارہی تھی ایکروز اس نے دمشق کے قریب مرج الصفر میں قیام کیا، خالد بن سعید نے جنھوں نے حال ہی

[1] طبری جلد ۷ صفحہ ۲۲۴۷، [2] طبری جلد ۵ صفحہ ۲۱۰۱، ۲۲۱، [3] بلاذری صفحہ ۱۴۱، [4] اسد الغابہ صفحہ ۳۹۸ جلد ۵،

مین ام حکیم بنت حارث سے نکاح کیا تھا یہین مسلمانون کی دعوت ولیمہ کی، ایک پل کے قریب ام حکیم کا خیمہ نصب ہوا جو اسی مناسبت سے اب تک ام حکیم کا پل کہلاتا ہے، ابھی لوگ کھانے سے فارغ بھی نہین ہوئے تھے کہ رومی پہونچ گئے، مسلمانون نے بھی لڑائی کی طیاریان شروع کر دین اور اس زور سے حملہ کیا کہ رومیون کو پسپا ہو جانا پڑا، ام حکیم بھی نہایت دلیری سے لڑین، یہ نیچے سات آدمی ان کے ہاتھ سے ہلاک ہوئے[۱]،

جنگ جمل مین گو حضرت عائشہؓ کا فوج لیکر حضرت علیؓ کے مقابلہ مین آنا ہم ایک اجتہادی غلطی سمجھتے ہین لیکن اس سے عورتون کے استقلال دلیری، ثبات پر روشنی پڑتی ہے،

فتوحات واقدی کی روایتین اگر تسلیم کر لیجائین تو یہ ماننا پڑے گا کہ شام کی فتوحات مین عورتون کا بہت بڑا حصہ ہے، خصوصًا، ام حکیم، ہند، ام کثیر، اسماء، ام ابان، ام عمارۃ، خولہ، لُبنیٰ، عفیرہ، ان عورتون نے بعض بعض موقعون پر اس مردانگی سے جنگی خدمات انجام دیے ہین، کہ مردون سے بھی بن نہین آسکتے

عتبہ بن غزوان حضرت عمرؓ کی طرف سے امیر تھا، ازدہ بنت حارث جو طبیب عرب کلدہ کی پوتی تھین، عتبہ کی بیوی تھین عتبہ جب اہل مدینۃ الفرات سے سرگرم مقابلہ تھا تو انکی بیوی ازدہ اپنی تقریر سے لوگون کو ابھارتی تھین اور جوش دلاتی تھین[۲]

دمشق کے حملہ مین جب ابان بن سعید، توما حاکم دمشق کے ہاتھ سے شہید ہوئے تو ان کی بیوی ام ابان بنت عتبہ اپنے مقتول شوہر کے سارے جنگی اسلحہ لگا کر قصاص لینے کو نکلین، اور دیر تک دشمنون کا مقابلہ کرتی رہین، اہل دمشق گو محصور تھے لیکن شہرپناہ کے برجون سے برابر مسلمانون کا جواب دیتے تھے، سب کے آگے ایک مقدس شخص ہاتھ

---

[۱] اسد الغابہ صفحہ ۵۷۷، [۲] فتوح البلدان بلاذری صفحہ ۳۴۳ مطبوعہ یورپ

مین طلائی صلیب لیے ہوئے ارباب ثلثہ سے دعاے فتح مانگ رہا تھا، ام ابان کو تیر اندازی مین بڑی قدرت تھی ایسا تاک کر تیر مارا کہ صلیب اُسکے ہاتھ سے چھوٹ کر قلعہ کے نیچے گر پڑی، مسلمانون نے دوڑ کر صلیب اُٹھالی، عیسائیون سے صلیب اعظم کی یہ تذلیل دیکھی نہ گئی، توما غصہ سے شہر کا دروازہ کھول کر باہر نکل آیا، اور پھر اس زور کا رن پڑا کہ مسلمان گھبرا اُٹھے، رومیون نے صلیب کی واپسی کے لیے لاکھ لاکھ کوششین کین مگر ایک بھی کارگر نہوئی، جس نے ادھر کا رخ کیا ام ابان نے اُسکو تیرون پر دھر لیا، توما جو کسی طرح پیچھے ہٹنے کا نام نہ لیتا تھا ام ابان نے اُسکی آنکھ مین ایسا تاک کر تیر مارا کہ وہ چیختا ہوا بھاگا، اُس وقت ام ابان رجز کے یہ شعر پڑھ رہی تھین،

ام ابان فاطلبی بثارک   صولی علیہم صولۃ المتدارک   قد ضج جمع القوم من نبالک

ام ابان تو اپنا انتقام لے   اور اُن پر پے در پے حملے کیے جا   رومی تیرے تیرون سے چیخ اُٹھے

یرموک کی سب سے خوفناک لڑائی یوم التعویر مسلمان عورتون کی بہادری کی عجیب و غریب نمونہ تھی، مسلمانون کو ہزیمت ہوچکی تھی، اگر عورتین تلوارین کھینچکر رومیون کے منہ نہ پھیر دیتین، ہند، خولہ، ام حکیم اور بہت سی قریش کی عورتون نے مردانہ حملے کیے اسماء بنت ابی بکر گھوڑے پر سوار اپنے شوہر حضرت زبیرؓ کے ساتھ ساتھ تھین، اور برابر حضرت زبیرؓ کے دوش بدوش لڑتی جاتی تھینؓ[1]،

صفین مین بہت سی مسلمان عورتین حضرت علیؓ کی طرف سے شریک جنگ تھین لڑتی تھین اور پر جوش تقریرون سے فوج کو اُبھارتی تھین، زرقا، عکرشہ، ام الخیرؓ نے میدان

لہ اس قسم کے اور بہت سے واقعات اُس فتوح الشام مین مذکور ہین جو ابن عمرو واقدیؒ کی طرف منسوب ہے، مگر چونکہ فتوح الشام ازدی وغیرہ مین انکا مطلق ذکر نہین ہے اسلیئے ہم انکو قلم انداز کرتے ہین،

کارزار مین وہ وہ تقریرین کی ہین، کہ فوج کی فوج مین ایک آگ لگ گئی ہے[۱]،

سنہ ۹۰ ہجری مین ولید بن عبدالملک کے عہد خلافت مین مسلمانون نے بخارا پر فوج کشی کی، قتیبہ اس فوج کا سپہ سالار بنا کر بھیجا گیا، عرب مین ازد کا قبیلہ بہادری اور شجاعت مین ضرب المثل تھا، اسلامی فتوحات مین اسکے کارنامے نہایت روشن ہین، بخارا کے ترک بھی بڑے سر و سامان سے مسلمانون کے مقابلے کو نکلے، قبیلہ ازد نے کہا پہلے تنہا ہم کو زور آزمائی کرنے دو، قتیبہ نے اُنکو آگے بڑھنے کی اجازت دی، ازدی بڑھے، اور نہایت بہادری سے حملے کیے لیکن مقابلہ معمولی لوگون سے نہ تھا، ترکون نے اس ثابت قدمی سے جواب دیے کہ ازدی ہٹتے ہٹتے قیام گاہ تک آگئے، ترکون نے بڑھکر اور زور سے مسلمانون پر حملہ کردیا، عورتون نے دیکھا کہ مسلمانون کو شکست ہی ہوا چاہتی ہے، وہ اُٹھ کھڑی ہوئین اور مار مار کر گھوڑون کے رخ پھر میدان جنگ کی طرف پھیر دیے اور ایک عام شور برپا کردیا، مسلمانونکی ہمت بندھی اور سنبھل گئے اور پلٹ کر اس زور و شور سے حملے کئے کہ ترک پھر نہ جم سکے گو اس موقع پر عورتون نے تلوارین نہین اُٹھائین، لیکن یہ فتح بالکل عورتون کی کوشش سے ہوئی، اگر عورتین ہمت نہ کرتین تو مسلمان میدان چھوڑ چکے تھے[۲]،

اسلام مین خوارج کا فرقہ اپنی تاریخی حیثیت سے نہایت شہرت رکھتا ہے، جن کے کارنامے بعض اسلامی فرقون کی طرح صرف خوفناک سازشین نہین ہین۔ بلکہ بارہا حکومتون اور جابرانہ شخصیتون کے مقابلہ مین اُس نے تلوارین علم کی ہین، گو طلب مساوات، آزادی بیان اور تمنائے حریت کی بنا پر اُس کی گردن ہمیشہ تلوار کے نیچے رہی لیکن اُس کی اولوالعزمی اور شجاعت نے اُسکو بہت دنون تک زندہ رکھا اور اب تک ہے، سلطنت کے

---

[۱] عقد الفرید جلد اول از صفحہ (۱۲۱) تا (۱۲۴)، [۲] کامل ابن اثیر جلد ۴۔ صفحہ (۲۲۲)،

متعلق اس کے خیالات بالکل آجکل کے نہلسٹ فرقون کے مشابہ تھے،

۸۰ھ ہجری مین جب عبدالملک شام مین خلیفہ تھا اور حجاج ثقفی عراق کا گورنر تھا شبیب خارجی نے موصل مین سلطنت کے خلاف سر اُٹھایا، غزالہ شبیب کی بیوی اور جہیزہ شبیب کی ماں بھی شریک جنگ ہتی تھین حجاج نے شبیب کے دبانے کو یکے بعد دیگرے پانچ سردار بھیجے مگر ایک بھی میدان سے پھر کر نہ آیا۔ آخر عبدالملک نے شام سے فوجین بھیجین، اور حجاج خود اُنکو لیکر نکلا،

شبیب موصل سے کوفہ چلا لیکن حجاج اس سے پہلے کوفہ پہونچکر قصر الامارۃ مین اُتر چکا تھا، غزالہ نے نذر مانی تھی کہ کوفہ کی جامع مسجد مین دو رکعت نفل پڑھونگی، کچھ دن چڑھے غزالہ اپنے شوہر کے ساتھ صرف ستر آدمی لیکر جامع مسجد آئی حالانکہ سارا شہر دشمن تھا، اور خود شامی فوجین کوفہ مین بھری پڑین تھین، شبیب تلوار کھینچکر مسجد کے دروازے پر کھڑا ہوگیا، اور غزالہ نے اندر جاکر اطمینان سے دو رکعت نماز پڑھی اور یہ معمولی نماز نہین، پہلی رکعت مین سورۂ بقر پڑھی اور دوسری رکعت مین آل عمران جن سے بڑی کوئی سورت قرآن مجید مین نہین ہے، دو دو اور ڈھائی ڈھائی پارہ مین تمام ہوئی ہین، غزالہ نماز سے فارغ ہوکر اپنے فرودگاہ کو چلی گئی، اور حجاج کی ساری فوج دیکھنی کی دیکھتی رہگئی، جب لڑائی کی نوبت آئی تو حجاج کوفہ، بصرہ، اور شام کی فوج لیکر نکلا شبیب کی جمعیت گو اس کے مقابلہ مین نہایت مختصر تھی لیکن بہادری سے لڑی، حجاج اپنی فوج کے پیچھے کھڑا ہوکر جوش دلا رہا تھا اس کی فوج برابر بڑھتی گئی، یہان تک کہ حجاج نے خوارج کی مسجد پر قبضہ کرلیا، غزالہ اور جہیزہ بھی لڑائی مین مشغول تھین کہ حجاج نے چپکے چند آدمی بھیجے جنھون نے پیچھے سے جاکر غزالہ کو مار کر گرا دیا، شبیب اپنی مقتولین کو چھوڑ کر اہواز کی طرف چلا گیا،

ابن خلکان نے لکھا ہے کہ جہیزہ بھی اس لڑائی مین ماری گئی، لیکن ابن اثیر اور طبری نے لکھا ہے کہ اس کے کچھ دن کے بعد جب شبیب کا گھوڑا ٹھوکر کھا کر پل سے دریائے دجلہ مین گر پڑا اور شبیب آہنی زرہ اور ہتھیارون کے بوجھ سے ڈوب کر مر گیا، تو کسی نے اُسکی مان سے جا کر کہا کہ شبیب مارا گیا، اُس کی مان نے کہا شبیب اور مارا جائے؟ یہ ہو نہین سکتا، آخر جب دوسرے دن کہا گیا کہ نہین شبیب ڈوب کر مر گیا، تو اُس نے کہا یہ ممکن ہے، اس واقعہ سے اُس کی مان کی بہادری کے علاوہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ اُسوقت تک زندہ تھی،

بعض لڑائیون مین حجاج اور غزالہ کا سامنا ہو گیا، حجاج مقابلہ نکر سکا اور بھاگ نکلا، حالانکہ یہ وہی حجاج تھا جس سے سارا عراق اور حجاز کانپتا تھا، ایک شاعر اس واقعہ کو لکھ کر حجاز کو عار دلاتا ہے[۱]،

اسد علیّ وفی الحروب نعامة	فتخاء تصفر من صفیر الصافر
حجاج مجھ پر تو شیر ہے لیکن معرکون مین بزدل	اور سست شتر مرغ کی طرح بزدل ہو جاتا ہے
ھلا برزت الی غزالة فی الوغی	بل کان قلبك فی جناح الطائر
حجاج! تو لڑائی مین غزالہ کے مقابلہ کیلئے نکلا	اور نکلا کیونکر؟ تیرا دل تو دھڑک رہا تھا

سنہ ۱۳۹ ہجری مین منصور کے ایام خلافت مین قیصر روم نے ملطیہ پر فوج کشی کر کے اُسکو بالکل ویران کر دیا، منصور نے قیصر کی تادیب کو فوجین روانہ کین، صالح بن علی اور عباس بن محمد سپہ سالار تھے، ان لوگون نے جا کر پہلے ملطیہ کو از سر نو آباد کیا اور پھر قسطنطنیہ کی طرف فوجین بڑھائین، اور قیصر کے بہت سے شہرون پر قبضہ کر لیا، ام عیسیٰ بنت علی اور لبابہ بنت علی، صالح کی بہنین اور خلیفہ منصور کی پھوپھیان تھین، انھون نے یہ نذر مانی تھی

---

[۱] ابن خلکان جلد اول صفحہ (۲۲۳) تفصیل اور تاریخون سے لی گئی ہے،

کہ جب بنو امیہ کی حکومت برباد ہو جائیگی، تو ہم جہاد کرین گے، چنانچہ ایفاے نذر کے لیے وہ بھی اس جہاد مین شریک تھین [1]،

۱۷۸ھ ہجری مین ہارون رشید کے زمانے مین ولید بن طریف خارجی نے خابور اور نصیبین مین علم بغاوت بلند کیا، دربار کا ایک مشہور سردار یزید شیبانی اس بغاوت کے فرو کرنے کو بھیجا گیا، چند مقابلون کے بعد خوارج نے شکست کھائی اور ولید مارا گیا، ولید کی بہن فارعہ کو جب اپنے بھائی کا حال معلوم ہوا تو اُسنے زرہ پہنی، سارے ہتھیار لگائے اور گھوڑے پر سوار ہو کر شاہی فوج پر حملہ آور ہوئی، یزید دوسرون کو ہٹا کر خود اُس کے مقابلہ مین آیا اور فارعہ کے گھوڑے کو ایک نیزہ مارا اور فارعہ سے کہا تم کیون اپنے خاندان کو بدنام کرتی ہو، جاؤ اور واپس جاؤ، فارعہ میدان سے پھری لیکن اُس کی آنکھون سے آنسو جاری تھے اور اُس کی زبان پر خود اُسکی تصنیف کے یہ دردناک اشعار تھے،

فیا شجر الخابور مالک مورقا — کانک لم تجزع علی ابن طریف
اے خابور (نام مقام) کے درخت تم کیون سرسبز ہو؟ — گویا تم ولید کی موت پر بیقرار ہی نہوئے
فتی لا یحب الزاد الا من التقی — ولا المال الا من قنا و سیوف
ولید ایک ایسا جوان تھا جو صرف زاد تقوی — اور تیغ و نیزہ کی دولت پسند کرتا تھا
فقدناک فقدان الشباب لیتنا — فدیناک من فتیاننا بالوف
اے ولید ہمنے تجھکو اسطرح کھویا ہے جسطرح جوانی کو — کوئی کھوتے کاش ہم اپنے ہزار جوان تیری وفات پر فدا کرتے
علیک سلام اللہ وقفا فاننی — اری الموت وقاعا بکل شریف
ولید پر خدا کی رحمت ہو، موت — ایک دن ہر شریف کو آنے والی ہے

[1] ابن اثیر جلد ۵ صفحہ (۱۹۷)

یہ پورا مرثیہ اسقدر بلند اور پُر درد ہے کہ اکثر علمائے ادب اس کو چشم ادب سے دیکھتے ہین
ابوعلی قالی نے اپنی امالی مین اسکو نقل کیا ہے ابن خلکان، نے لکھا ہے کہ فارعہ کے مراثی
خنسار کے ہم پلہ ہین، اس مرثیہ کا پہلا شعر اس قدر مقبول ہے کہ عموماً علماے بدیع اس کو
تجاہل عارفانہ کی مثال مین پیش کرتے ہین،

ولید کی اِس بہن کا نام ابن خلکان نے فارعہ اور فاطمہ لکھا ہے لیکن ابن اثیر
نے اسکا نام لیلی بتایا ہے، ابن خلدون نے اس واقعہ کا تو ذکر کیا ہے لیکن اس کا کچھ
نام نہین لکھا ہے، بہرحال ہمکو کام سے غرض نام کچھ بھی ہو،

قرون وسطی مین صلیبی جنگ کا نہ صرف عیسائی مردون مین نشہ چھایا تھا، بلکہ
عیسائی عورتین تک جوش مین بھری ہوئی تھین اور بقول عماد کاتب بیسیون عیسائی
عورتین میدان جنگ مین شریک تھین، عام مسلمانون مین صلیبی جنگ کے مقابلہ
کا جو جوش پھیلا تھا، مسلمان عورتین بھی اس سے بے اثر نہ تھین، اسامہ ایک مسلمان
امیر تھا جب وہ صلیبی جنگ مین شریک ہونے کو آیا ہے، تو اس کی ماں اور بہن بھی اسکے
ساتھ تھین، دونون برابر ہتھیار لگا کر اسامہ کے ساتھ رہتی تھین اور عیسائیون پر حملہ
کرنے مین اسکو مدد دیتی تھین[1]،

مسلمان ماؤن کے اسی مذہبی جوش کا اثر تھا کہ بچہ بچہ تک اس سے متاثر تھا،
عیسائی ایک مدت سے عکا کا محاصرہ کیے ہوئے پڑے تھے، جب وہ تھک گئے اور ایک
زمانے کی معیت کی وجہ سے مسلمانون سے راہ و رسم پیدا ہو گئی تو انھون نے یہ خواہش ظاہر
کی، کہ عیسائی اور مسلمان بچون مین آپس مین مقابلہ ہونا چاہیے، کچھ عیسائی بچے اُدھر سے

[1] یہ واقعہ احمد بک آجائف روسی کی کتاب حقوق المرأۃ والاسلام سے لیا گیا ہے،

اور کچھ مسلمان بچے اِدھر سے نکلے، دیر تک مقابلہ رہا آخر اسلام کے ننھے ننھے ہاتھون نے مسیحی بھیڑون کے میمنون کو رسیون مین جکڑ کر باندھ دیا،

اسلام کے تاریخی محاسن کے ذکر مین عموماً ہندوستان کا نام نہین آتا، لیکن اس خاص مضمون مین ایک جگہ نہین بیسیون جگہ ہندوستان کا نام آئے گا، ہندوستان کی اسلامی تاریخ مین اکثر ایسی مسلمان عورتون کے نام نظر آتے ہین جن کی بہادری، شجاعت، اولوالعزمی مردون کے مقابلہ مین کسیقدر مرجح ثابت ہوتی ہے،

شاہ التمش کی بیٹی رضیہ سلطان جسنے اسلامی خواتین مین گو کم سلطنت کی، مگر سب سے بہتر کی، ابن بطوطہ جو محمد تغلق کے زمانے مین ہندوستان آیا تھا لکھتا ہے کہ "رضیہ مردانہ لباس مین تمام ہتھیار لگا کر گھوڑے پر سوار باہر نکلتی تھی"، شاہان ہند کا معمول تھا کہ جب وہ شکار کو جاتے تھے تو کل بیگمات اور کنیزین بھی ساتھ ہوتی تھین، ایک مرتبہ التمش شیر کے شکار کو گیا تھا، بیگمات پیچھے تھین، ایک شیر نکل کر بادشاہ پر جھپٹا، اگر رضیہ نہ پہونچ گئی ہوتی تو بادشاہ بُری طرح زخمی ہو گیا ہوتا، لیکن شیر دل رضیہ نے جھپٹ کر تلوار کے ایسے تو بر تو وار کیے کہ شیر بیجان ہو کر گر پڑا،

تخت حکومت پر بیٹھ کر رضیہ نے وہ رعب قائم کیا کہ اعیان دولت تک کانپتے تھے، بعض امراء نے یہ دیکھکر کہ اب انکا کوئی زور نہین چلتا، مخالفت پر آمادہ ہو گئے، نظام الملک، وزیر سلطنت، ملک اعزالدین، ملک سیف الدین، ملک علاء الدین وغیرہ جو سلطنت کے دست وبازو تھے مخالف ہو گئے، اور صرف لفظی مخالفت نہین، بلکہ فوجین لیے ہوئے دہلی کے باہر پڑے تھے، رضیہ کی مدد کو جو باہر سے آتا تھا اُسکو بھی توڑ کر ملاتے تھے، لیکن رضیہ نے

سلہ الفتح القسی فی الفتح القدسی

تنہا اپنی تدبیر و دلیری سے اُنکو ایسا پریشان کیا کہ وہ اِدھر اُدھر ٹھوکر کھاتے پھرتے تھے، لیکن اُنکو پناہ نہین ملتی تھی، ۶۳۷ ہجری مین جب حاکم لاہور نے سر اُٹھایا تو خود فوج لیکر گئی، اس کے بعد بھٹنڈہ کے گورنر نے جب سرکشی کی تو پھر خود فوج لیکر نکلی، لیکن اپنے نوکرون کی سازش سے راستہ مین گرفتار ہوگئی، اور اس کی جگہ پر دہلی مین اس کے بھائی معزالدین کو لوگون نے بادشاہ بنایا، رضیہ قید سے چھوٹی تو نئے سرے سے ایک لشکر ترتیب دیکر، دو تین مرتبہ تخت دہلی کے لیے لڑی لیکن چونکہ رضیہ کی فوج بالکل نئی اور بھرتی کی تھی ہمیشہ شکست کھاتی[1] رہی

اس سلسلہ مین سلطان علاءالدین کے عہد کا ایک عجیب و غریب واقعہ یہ ہے جس سے اسلامی ہندوستان کی تاریخی عظمت کسیقدر بڑھ جاتی ہے شاہان ہند کے مرقع مین علاءالدین خلجی کی تصویر ایک خاص امتیاز رکھتی ہے جس کے چہرے سے اولوالعزمی، بلندی خیال، جلالت شان کے آثار نمایان ہوتے ہین، سلطان نے جب سیل تاتار کو روک کر پیچھے ہٹا دیا جسکو نہ بغداد و خوارزم کے مستحکم قلعے ہٹا سکے تھے اور نہ چین کی بلند دیوارین روک سکی تھین، اور نہ ایران و روس کی طاقتین دبا سکی تھین، تو سلطان کو سکندر اعظم کی عالمگیر حکومت کا خیال پیدا ہوا۔ اُس نے ایک دن بر سبیل تذکرہ کہا کہ اب ہندوستان مین کوئی ایسی ریاست نہین ہے جو مجھ سے سرکشی کر سکے، قلعہ جالور کا راجہ کانیر دیو دربار مین حاضر تھا اُس نے نہایت بدماغی سے متکبرانہ لہجہ مین کہا، کہ جالور کا قلعہ کبھی مطیع نہین ہو سکتا،

سلطان برہم تو ہوا لیکن اُسوقت اُس نے ایک لفظ بھی نہین کہا، دو تین دن کے بعد راجہ کو دہلی سے رخصت کر دیا اور مہلت دی کہ راجہ جالور کو جسقدر محفوظ کر سکتا ہے کرے،

[1] تاریخ اکبری قلمی از ملا نظام الدین ہروی ذکر سلطنت رضیہ،

اور دو تین مہینے کے بعد سلطان نے اپنی ایک لونڈی کو جسکا نام گل بہشت تھا سپہ سالار بنا کر جالور کی مہم پر روانہ کیا، گل بہشت اپنی فوج لیے ہوئے برق و باد کی طرح جالور پہونچی، راجہ مقابلہ نہ کر سکا اور قلعہ بند ہو گیا، گل بہشت نے راجہ کو محصور کر لیا، اور اس بہادری اور دلیری سے اُس نے قلعہ پر حملہ کرنا شروع کیا کہ راجہ کو اس کا گمان تک نہ تھا، قلعہ فتح ہونے مین کچھ ہی دیر تھی کہ ایک بیک گل بہشت بیمار پڑی اور ایسی شدید بیمار پڑی کہ پھر نہ اُٹھی، گل بہشت سب کچھ کر سکتی تھی لیکن موت کا حملہ نہین روک سکتی تھی،

گل بہشت کے مرنے پر راجہ شیر ہو گیا، اور قلعہ کھول کر شاہی فوج کو اُس نے بہت پیچھے ہٹا دیا، گل بہشت کا لخت جگر، شاہین، راجہ کے ہاتھ سے مارا گیا، آخر دہلی سے ایک نئے سپہ سالار کمال الدین نے پہونچکر جالور فتح کر لیا[1]،

ساتوین صدی کے اختتام اور آٹھوین صدی کی ابتدا مین دنیا مین ایک عجیب انقلاب پیدا ہوا، امیر تیمور کیا تھا؟ ترکستان کے حدود سے ایک آندھی اُٹھی تھی جس سے ترکون کی مضبوط سلطنت ہل گئی، دمشق و عرب متزلزل ہو گیا، تغلق خاندان کی شمع سحر بجھ گئی، اور مغل اعظم کی اُس عظیم الشان سلطنت کی بنیاد قائم ہوئی، جس سے بہتر کوئی حکومت ہندوستان مین قائم نہین ہوئی، گو اس فتح کا ثمرہ خود تیموری نسل کو سوا سو برس کے بعد حاصل ہوا لیکن دراصل اس مدت مین سیدون اور لودھیون کا دور حکومت اُس تیموری تاریخ کی تمہید تھا جس کا سرنامہ ظہیر الدین شاہ بابر کے طغرے سے مزین ہے،

لیکن کیا ان فتوحات مین عورتون کی کوئی کوشش شامل نہ تھی؟ امیر تیمور کے کشورستان لشکر مین بہت سی عورتین تھین جو میدانون مین لڑتی تھین معرکون مین

[1] تاریخ فرشتہ جلد اول صفحہ (۱۲۸)،

گھستی تھین، بہادرون سے مقابلہ کرتی تھین، تلوارین چلاتی تھین، نیزے لگاتی تھین، تیر مارتی تھین، غرض کسی بات مین وہ مردون سے کم نہ تھین، کیا تیموری کارنامون مین ان عورتون کو کوئی حصہ نہ ملے گا؟ [1]

تیموری نسل کا ہر ایک شاہزادہ شجاعت مجسم تھا، لیکن کیا تم یہ ناانصافی کر سکتے ہو کہ تیموری شاہزادیون کو اُن کی وراثت سے الگ کر دو، بابرنامہ، ہمایون نامہ، تزک جہانگیری دیکھو، ہر جگہ نظر آئے گا کہ تیموری خواتین برابر ہتھیار لگاتی تھین، گھوڑون پر سوار ہوتی تھین، شکار کھیلتی تھین، شیر مارتی تھین، چوگان کھیلتی تھین، تیر چلاتی تھین، غرض فن سپہگری سے خوب واقف تھین، تزک بابری کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ بابر کو جو فتوحات، کابل، سمرقند، فرغانہ وغیرہ مین حاصل ہوئین، اُن مین عورتون کو بھی دخل تھا،

نورجہان، تیمور و بابر کی بیٹی نہ تھی، لیکن بہو تھی، اکثر نورجہان ہاتھی پر سوار ہوکر سیر و شکار کو جنگل جاتی تھی، اور ایک ایک گولی مین شیر کو ٹھنڈا کر دیتی تھی، جہانگیر تزک جہانگیری مین نورجہان کے شکارون کا بڑی مسرت سے تذکرہ کرتا ہے۔ ایک جگہ لکھتا ہی،

"ایک مرتبہ مین شکار کو نکلا، ایک ہاتھی پر رستم خان اور مین تھا اور دوسرے ہاتھی پر نورجہان تھی، سامنے جھاڑی مین شیر تھا، ہاتھی شیر کی بو پا کر کانپنے لگتا ہے، اس اضطراب و جنبش مین نشانہ ٹھیک لگنا اور پھر عماری مین بیٹھ کر نہایت مشکل ہے، قدر اندازی مین میرے بعد رستم خان کا کوئی ثانی نہین ہے، مگر ہاتھی پر بیٹھکر اکثر اُس کے تین تین چار چار نشانے خطا کر جاتے ہین، لیکن نورجہان نے عماری مین بیٹھے بیٹھے پہلے ہی آواز مین شیر کو ٹھنڈا کر دیا، [2]

ایک مرتبہ نورجہان، جہانگیر کے ساتھ شکار کھیلنے گئی، ہاتھی پر سوار تھی، سامنے سے

---

[1] عجائب المقدور ابن عرب شاہ صفحہ (۲۳۳) [2] تزک جہانگیری صفحہ (۲۷۹)

چار شیر نکلے لیکن نورجہان کی پیشانی پر بل تک نہ آیا اس نے نہایت اطمینان سے بندوق چلائی اور دو شیرون کو ایک ایک گولی مین اور دو کو دو دو گولیون مین ٹھنڈا کر دیا، جہانگیر نہایت خوش ہوا اور چند بیش قیمت زیور نورجہان کو انعام دیے اس موقع پر ایک شاعر نے برجستہ یہ شعر پڑھا،

نورجہان گرچہ بصورت زن ست — در صف مردان "زن شیرافگن" ست

نورجہان چونکہ پہلے علی قلی خان شیرافگن کی بیوی تھی اس لیے "زن شیرافگن" کی ترکیب نے اس شعر کو بامزہ کر دیا ہے،

جہانگیر کے اخیر عہد مین نورجہان کے بھائی آصف خان کے سبب سے نورجہان اور جہانگیر دونون کے دل مہابت خان کی طرف سے صاف نہ تھے، آصف خان کی کوشش تھی کہ مہابت خان ذلیل ہو، جہانگیر دریاے بہٹ کے قریب خیمہ زن تھا، آصف خان ایک دن پہلے ہی فوج سمیت دریا کے اُس پار چلا گیا تھا، مہابت خان اس موقع کو غنیمت سمجھا اور جہانگیر کو گرفتار کر لیا، نورجہان کو موقع ملا تو وہ دریا کے اُس پار جا کر فوج سے مل گئی، اور وہان اُسنے امرا، و اعیان دولت کو بلا کر سخت ملامت کی کہ صرف تمھاری بے احتیاطی سے بادشاہ گرفتار ہو گیا، اُنھون نے بالاتفاق کہا کہ مناسب یہ ہے کہ کل حضور کی رکاب مین کُل فوج شاہی دریا کے اوس پار جا کر جس طرح ہو بادشاہ کی قدمبوسی حاصل کرے،

صبح کو کل فوج طیار ہوئی مہابت خان نے پُل تو پہلے ہی جلا دیا تھا، سوارون نے اپنے اپنے گھوڑے اور ہاتھی دریا مین ڈال دیے، نورجہان بھی ایک ہاتھی پر سوار تھی نورجہان کے ساتھ شہزادۂ شہریار کی بہن اور شاہ نواز خان کی بیٹی بھی تھین، ابھی فوج دریا ہی مین تھی، کہ مہابت خان نے حملہ کر دیا ایک تو فوج دریا مین منتشر تھی ہی اور منتشر ہو گئی عجیب ابتری

پھیل گئی، نورجہان نے خواجہ ابوالحسن اور معتمد خان کو کہلا بھیجا کہ دیکھتے کیا ہو تم بھی جواب دو، اتنے مین مہابت خان کے سوارون نے آکر نورجہان کے ہاتھی کو گھیر لیا، نورجہان کی عماری تیرون کا نشانہ بن گئی، یہان تک کہ ایک تیر عماری کے اندر بھی چلا آیا اور شہزادی کے بازو مین آکر لگا، تمام کپڑے خون مین تربتر ہوگئے، نورجہان نے اپنے ہاتھ سے تیر نکال کر باہر پھینک دیا۔ نورجہان کے ساتھ جو خواجہ سرا تھے وہ بھی کام آئے، نورجہان کا ہاتھی زخمون سے چور ہوکر بھاگ نکلا آخر بڑی مشکل سے وہ اپنے فرودگاہ کو پہونچ سکی، اگر ہاتھی سنبھلا رہتا تو ممکن تھا کہ نورجہان لڑنے مین بھی دریغ نہ کرتی[1]،

مرزا ہادی نے تزک جہانگیری کے خاتمہ مین ایک عورت کی بہادری کا عجیب واقعہ لکھا ہے گو اُسکے اخلاق کی مذمت بھی کی ہے،

جہانگیر کے زمانہ مین دولت آباد کا قلعہ نظام الملک سے تعلق رکھتا تھا حمید خان حبشی نظام الملک کے دربار کا وکیل تھا اور محل مین بالکل حمید خان کی بیوی کا عمل دخل تھا، گو یہ ایک معمولی عورت تھی لیکن رفتہ رفتہ نظام الملک کے دربار مین اسکا اتنا رسوخ بڑھا کہ جب یہ سوار ہوکر نکلتی تھی تو سرداران فوج وامراے دولت پیادہ اُس کی رکاب مین چلتے تھے، نظام الملک ان دونون میان بیوی کے ہاتھون مین ایک کٹھ پتلی تھا،

اسی زمانے مین عادل خان نے ایک بڑی فوج نظام الملک سے لڑنے کو بھیجی، نظام الملک کو فکر ہوئی کہ اس کے مقابلہ مین کسکو بھیجا جائے، حمید بیگم نے کہا کہ مین خود جاؤنگی، اگر جیتی، جیتی اور اگر ہاری تو عورتون کا اعتبار ہی کیا؟ چنانچہ نظام الملک کی رضامندی سے حمید بیگم فوج لیکر روانہ ہوئی، راستہ بھر اپنے سپاہیون کو انعام واکرام سے

[1] تزک جہانگیری صفحہ (۴۰۴) و (۴۰۵)،

خوش کرتی گئی، جب دونون فوجون کا مقابلہ ہوا تو حمید بیگم خود تمام ہتھیار سے مسلح ہوکر میدان مین آئی اور پہاڑ کی طرح عرصۂ کارزار مین کھڑی رہی اور اس بہادری اور دلیری سے اپنی فوج کو لڑاتی رہی، کہ تھوڑی ہی دیر مین عادل شاہی لشکر اس بے سروسامانی سے بھاگا کہ تمام ہاتھی اور توپخانے میدان جنگ مین چھوڑ گیا،

مرزا کے خاص الفاظ یہ ہین،

"نقاب بر قامتِ رعنا افگندہ بر اسپ سواری شد، و خنجر و شمشیر مرصع بکمر می بست بعد از انکہ تلاقی صفین و محاذات فئتین اتفاق افتاد از علو ہمت و علو جرأت دلیرانہ با لشکر عادل خانی مصاف دادہ سپاہ و سرداران را بقتل و حرب و ضرب ترغیب و تحریص نمودہ قدم مردانگی را دران بحر وغا (لجۂ ہیجا) چون کوہ استوار بر جا داشت و آن غنیم و دشمن عظیم را شکست فاش دادہ جمیع فیلان و توپخانہ را بدست آوردہ سالماً و غانماً مراجعت بر افراخت"

مسلمان عورتون کی ہمت مردانہ کا ایک اور عجیب واقعہ ہے،

عادل شاہی خاندان جس کے دائرۂ حکومت کا مرکز شہر بیجاپور تھا، پونجی خاتون اُسکے سب سے پہلے بادشاہ یوسف عادل شاہ کی بیوی تھی، یوسف عادل شاہ نے ۹۱۶ھ ہجری مین وفات پائی، اُس کا نابالغ فرزند اسمٰعیل عادل شاہ تخت پر بیٹھا، کمال خان دکنی نائب السلطنت مقرر ہوا گو نام اسمٰعیل عادل شاہ کا تھا لیکن سلطنت کمال خان کرتا تھا، اسکو ایک دن خیال ہوا کہ اس نام کو بھی کیون نہ مٹا دیا جائے،

پونجی خاتون، کمال خان کے اس ارادہ سے غافل نہ تھی اُس نے کمال خان کے برطرف کرنے کی کوشش شروع کی، لیکن وہ کیا کر سکتی تھی؟ تمام اعیان دربار و سرداران فوج کمال خان کے قبضہ مین تھے، پونجی خاتون نے اس کے سوا کوئی چارہ نہ دیکھا کہ یا کمال خان

معدوم کردیا جائے یا عادل شاہی خاندان معدوم ہو، اُس نے موقع دیکھکر یوسف ترک کو جو اسمٰعیل عادل شاہ کا کوکہ تھا کل مراتب سمجھا بجھا کر، کمال خان کے پاس بھیجا یوسف نے چپ چاپ ایک ہی خنجر مین کمال خان کا کام تمام کر دیا، یوسف گرفتار ہو گیا اور آخر وہ بھی دہین ڈھیر کر دیا گیا

کمال خان کی مان نے اُسی وقت کمال خان کے بیٹے صفدر خان کو بلا کر معاملہ سے خبردار کیا اور کہا ابھی اسمٰعیل عادل شاہ اور پونجی خاتون کو قتل کر کے تخت پر بیٹھ جاؤ، تمام فوج تمہارا ساتھ دیگی، صفدر خان باپ کی لاش دیکھکر چاہتا تھا کہ ایک چیخ مارے، مان نے کہا خبردار! کمال خان کے مرنے کی خبر نہ پھیلے، لوگون سے جا کر کہہ کہ کمال خان کہتا ہے کہ "اسمٰعیل عادل شاہ کا سر چاہیے"

پونجی خاتون پہلے سے سمجھی تھی کہ یہ آفت آنے والی ہے، قلعہ مین اُسوقت کمال خان کی طرف سے تین سو مغل اور دو تین سو دکنی اور حبشی سپاہی تھے، پونجی خاتون نے اُنکو بلا کر کہا کہ "تم جانتے ہو کہ یہ تخت عادل شاہ کا ہے" اسمٰعیل ابھی بچہ ہے، کمال خان ہم کو الگ کر کے خود بادشاہ بننا چاہتا ہے، تم مین سے جو عادل شاہی تخت کا وفادار ہو وہ ہمارے ساتھ قلعہ مین رہے اور ہماری مدد کرے اور جسکو اپنی جان عزیز ہو وہ قلعہ سے نکل جائے "تم دشمنون کی کثرت سے نہ ڈرو، کمال خان کو کفران نعمت کی سزا ضرور ملے گی،" ظاہر ہے کہ ایسی مایوس حالت مین کمال خان کو چھوڑ کر کون پونجی خاتون کا ساتھ دیتا، تین سو مغلون مین سے ڈھائی سو اور دو تین سو حبشیون اور دکنیون مین سے صرف سترہ سپاہیون نے پونجی خاتون کی معیت گوارا کی، اور باقی قلعہ سے نکل کر صفدر خان سے مل گئے، پونجی خاتون نے یہ بھی بڑی عقلمندی کی کہ غدارون سے پہلے ہی قلعہ پاک کر لیا، عین موقعہ پر اگر یہ دشمنون سے ملجاتے تو کیا ہوتا؟

پونچی خاتون نے پہلے چارون طرف سے قلعہ بند کرلیا اور انہین دو تین سو سپاہیون کو محل کی چھت پر کھڑا کردیا اور خود پونچی خاتون، دل شاد آغا، یوسف عادل شاہ کی بہن اور چند عورتین اسمٰعیل عادل شاہ کے ساتھ تیر و کمان ہاتھ مین لیکر چھت پر کھڑی ہوگئین، صفدر خان ایک بڑی جمعیت سے قلعہ کی طرف آیا، پونچی خاتون، دل شاد آغا اور سپاہیون نے صفدر خان کو تیرون اور پتھرون پر دھر لیا، اور اتفاق سے اُسیوقت مصطفٰی آقا عادل شاہی خاندان کا ایک قدیم نمک خوار پچاس توپچیون کو لیکر خاتون کی مدد کو آیا ان توپچیون نے اوپر پہونچکر گولے اُڑانے شروع کردیے، صفدر خان اپنی ماں کے حکم سے بھرا کر بڑی توپین لگا کر ابھی قلعہ ریزہ ریزہ کردیا جائے، پونچی خاتون اور عورتون نے کہا کہ اگر توپین آگئین تو پھر کچھ نہ ہوسکے گا، اس سے پہلے کوئی تدبیر بجائے، تو بجائے، راے یہ ہوئی کہ سپاہیون کو چھپ جانا چاہیے اور تمام عورتین یہین کھڑی رہین دشمن سمجھین گے کہ سپاہی ان عورتون کو قلعہ مین چھوڑ کر بھاگ گئے، چنانچہ ایسا ہی کیا سپاہی سب ادھر اُدھر چھپ گئے اور عورتین کھڑی رہین غنیم کی جب نظر پڑی تو دیکھا صرف عورتین ہین، انکو ہمت ہوئی اور پلٹ کر انھون نے دوبارہ حملہ کیا، قلعہ کا دروازہ توڑ ڈالا، عورتون نے اُنگلی تک نہ ہلائی اور کھڑی دیکھا کین، صفدر خان چاہتا تھا کہ پہلا دروازہ توڑ کر دوسرا دروازہ بھی توڑ ڈالے کہ سپاہیون نے نکل کر اس زور سے حملہ کیا کہ دشمن پھر نہ تھم سکے،

دو تین سو آدمیون سے فوج کا مقابلہ کرنا کوئی معمولی بات نہین ہے،

نظام شاہی خاندان جس نے دکن مین تقریبًا سوا سو برس تک نہایت کامیابی سے حکومت کی اور جسکا دار الحکومت شہر احمد نگر تھا، اُس کی ایک شاہزادی نے جس

لہ تاریخ فرشتہ جلد (۲) صفحہ (۱۶) و (۱۷)،



دلیری اور استقلال [illegible] ساتھ اکبر اعظم کی فوج کا مقابلہ کیا وہ قابل حیرت امر ہے چاند خاتون نظام شاہی حکومت کی بیٹی اور عادل شاہی حکومت کی بہو تھی حسین نظام شاہ بحری (احمدنگر) اُس کا باپ تھا اور علی عادل شاہ (بیجاپور) اسکا شوہر تھا، علی عادل شاہ کے مرنے پر بیجاپور سے احمدنگر چلی آئی تھی، اور یہین رہتی تھی،

اکبر کو جب ہندوستان کی مہمات سے فرصت ملی تو اُسکو تسخیر دکن کی فکر ہوئی شہزادہ مراد اور خانخانان اس مہم پر بھیجے گئے، اسوقت تخت احمدنگر پر برہان نظام شاہ جلوہ افروز تھا، نظام شاہ نے صوبہ برار اکبر کے پیشکش کر دیا، لیکن اس معاملہ کے اختتام سے پہلے برہان شاہ کا انتقال ہوگیا اور برار پر اکبر کا قبضہ نہو سکا، شہزادہ مراد اور خانخانان موقع کی تاک مین گجرات مین فوج لیے ہوئے پڑے تھے، اسی اثنا مین برہان شاہ کا جانشین ابراہیم شاہ امرا کے ہاتھ سے مارا گیا، منجھو خان وکیل سلطنت اور آہنگ خان اور اخلاص تینون مین تخت نشینی کے لیے جھگڑا ہوا، ہر ایک نے اپنا ایک جدا جدا بادشاہ بنا لیا، آخر آپس کا نفاق بڑھا اور خونریزیون تک نوبت پہونچی، منجھو خان نے جل کر شہزادہ مراد کو لکھدیا کہ نظام شاہی قوت فنا ہو چکی آپ ادھر کا رُخ کیجیے، مین بلا تامل احمدنگر کا قلعہ آپ کے حوالہ کر دون گا، مراد چل کھڑا ہوا، خانخانان بھی شاہ رخ مرزا والی بدخشان شہباز خان، راجہ جگناتھ، راجہ درگا، راجہ رامچندا اور دیگر امرا کو لیکر روانہ ہوا، جب یہ لوگ احمدنگر کے قریب پہونچ گئے تو منجھو خان کو اپنی عجلت کاری پر سخت ندامت ہوئی کیونکہ اس اثنا مین منجھو خان تمام مخالف قوتون کو دبا کر خود مختار ہو چکا تھا، ناچار قلعہ چھوڑ کر نکل گیا،

چاند خاتون نے دیکھا کہ ہماری آبائی حکومت معدوم ہوا چاہتی ہے اُس نے عزم کر لیا کہ جسطرح ہوگا مین سلطنت کو بچاؤنگی اُسنے پہلے خود اپنے بعض مخالف امرا کو قلعہ سے

علیحدہ کر دیا اور بعض کو توڑ جوڑ کر ملا لیا، قطب شاہ (گولکنڈہ) اور عادل شاہ (بیجاپور) سے امدادین طلب کین اور قلعہ کو ہر طرف سے مضبوط کرکے شہزادہ مراد اور خانخانان کی منتظر رہی، شاہزادۂ مراد نے ۲۳- ربیع الثانی ۱۰۰۴؁ ہجری کو اپنی فوج قلعہ کی طرف بڑھائی، چاندخاتون نے بھی حکم دیا کہ ہماری توپون کے منہ کھول دیے جاوین، تمام دن مراد کوشش کرتا رہا کہ قلعہ تک پہونچ جائے مگر چاندخاتون نے ایک قدم بھی آگے بڑھنے نہ دیا، شام کو مراد تھک کر خود ہٹ گیا، دوسرے دن شاہزادۂ مراد، شاہ رُخ مرزا، خانخانان، شہباز خان راجہ جگناتھ وغیرہ نے مورچہ ڈال چارون طرف سے قلعہ کا محاصرہ کر لیا، بعض نظام شاہی امراء نے لڑبھڑ کر چاندخاتون کی مدد کو قلعہ مین جانا چاہا مگر خانخانان نے جانے نہ دیا، شاہزادۂ مراد اور خانخانان مہینون قلعہ کا محاصرہ کیے پڑے رہے مگر وہ قلعہ کو ٹھیس بھی نہ لگا سکے،

اُدھر چاندخاتون کی حسب درخواست عادل شاہ نے پچیس ہزار سوار چاندخاتون کی مدد کو بھیجے قطب شاہ نے بھی پانچ چھ ہزار سوار اور کچھ پیادے روانہ کیے، منجھو خان، اخلاص خان، آہنگ خان امراے نظام شاہی بھی اسی فوج کے ساتھ ہو گئے، غرض اس طرح مل ملا کر ایک زبردست فوج طیار ہو گئی، شہزادہ مراد کو اس فوج کا جب حال معلوم ہوا تو گھبرا گیا، تمام لشکر مین ایک کھلبلی مچ گئی، آخر راے یہ قرار پائی کہ اس فوج کے آنے سے پہلے پہلے قلعہ لے لینا چاہیے، یون لڑ کر قلعہ مین گھس جانا تو ممکن نہ تھا، تین مہینے مین یہان سے لے کر قلعہ کے برج تک پانچ سرنگین کھودی گئین اور اُن مین بارود بچھادی گئی کہ آگ لگا کر قلعہ اُڑا دیا جائیگا،

چاندخاتون کو ان سرنگون کی خبر لگ گئی اُس نے اُسیوقت بارود نکال کر

سرنگون کو بھرنا شروع کردیا، شہزادہ مراد کو تو اس کی جلدی تھی، کہ اس قلعہ کی فتح میرے نام لکھی جائے، خانخانان کا اس مین ہاتھ بھی نہ لگنے پائے، دوپہر کو خانخانان کے سوا تمام امرا اور فوج کو لیکر قلعہ کے رخ پر مستعد کھڑا ہوگیا، کہ ادھر بارود سے قلعہ اڑا اور ادھر پہونچا چاند خاتون اسوقت تک دو سرنگین بھروا چکی تھی، اور تیسری کھودی جارہی تھی، کہ شہزادہ نے سرنگون مین آگ لگانے کا حکم دیا، اس زور کی ایک آواز ہوئی اور ایک دھماکا ہوا کہ لوگ سمجھے کہ آسمان پھٹ پڑا یا بجلی ٹوٹ پڑی، اور قلعہ کی پچاس گز دیوار دم سے گر پڑی سامنے شہزادہ اپنے خونخوار راجپوتون اور مغلون کے ساتھ کھڑا نظر آیا، قیامت ہوگئی، لوگون کے دل بیٹھ گئے، کام کرنے والون نے کام چھوڑ دیا، سپاہیون کے ہاتھ پاؤن پھول گئے، فوج کے سردار بھاگ کھڑے ہوئے، غرض سارے قلعہ مین عجیب سراسیمگی اور بدحواسی پھیل گئی،

چاند خاتون کی ہمت دیکھو! اسیوقت گھوڑے پر سوار، مسلح، ہاتھ مین تلوار لیے ہوئے سراپردہ سے باہر نکل آئی، شہزادہ اس فکر مین تھا، کہ دو باقی سرنگین بھی اڑین تو حملہ کیا جائے لیکن وہ سرنگین ہون بھی، چاند خاتون نے اتنی ہی دیر مین جلدی جلدی کرکے بیسیون آتش بار توپین اس شگاف مین کھڑی کردین، تمام فوج کو تسکین دے کر پھر لڑنے پر آمادہ کردیا، مغلون اور راجپوتون نے جان توڑ کر حملے کیے، شہزادہ مراد سر پٹک پٹک مارا مگر چاند خاتون نے ایک انچ قلعہ بھی نہ دیا، اور اس ہمت اور دلیری سے فوج کو لڑاتی رہی کہ قلعہ کی خندق شام تک مغلون اور راجپوتون کی لاشون سے پٹ گئی، شام کو شہزادہ ناکام پلٹا، رات بھر مین چاند خاتون نے خود مسلح کھڑی ہوکر پچاس گز قلعہ کی دیوار تین گز بلند کردی صبح کو مراد نے دیکھا تو پھر وہی پہلی سی دیوار حائل تھی، موافق اور مخالف دونون کے منھ سے چاند خاتون کی اس اولوالعزمی، استقلال اور بہادری پر صدائے آفرین و

وتحسین بلند ہوگئی، اور اُسیوقت سے چاند خاتون کا لقب چاند سلطان ہوگیا،

اس ناکامیابی سے شہزادہ مراد کا دل چھوٹ گیا، امراے اکبری مین مقابلہ کی قوت نہ رہی، ناچار صلح کرنی چاہی، اول تو چاند سلطان نے انکار کیا کہ غنیم بیدل ہوچکے ہین تھوڑی کوشش سے انکو ہزیمت ہوسکتی ہے لیکن چونکہ لوگ قلعہ مین بند بند گھبرا گئے تھے اس لیے چاند سلطان نے بھی آخر صلح منظور کرلی اور حسب قرار برار کا صوبہ شاہزادہ مراد کے حوالے کردیا،[1]

غور کرو! کیا اس سے بھی زیادہ کسی عورت کی بہادری ہوسکتی ہے، سلطنت کی بنیاد کمزور، امرا مین نفاق اور خانہ جنگی، قلعہ مین فوج نہین، سامان رسد نہین، قلعہ کی دیوار شکستہ اور منہدم، پہلے سے حفاظت قلعہ کا خیال نہین، اور پھر مقابلہ اکبر اعظم اور خانخانان سے، ایسی حالت مین غنیم کو ہٹا کر قلعہ کو بچا لینا، مسلمان عورتون کا کوئی معمولی کارنامہ نہین ہے،

ہم نے اپنی یہ داستان جس سرزمین اقدس سے شروع کی تھی، آخر مین ہم پھر اوسی کے ایک گوشہ مین آکر پناہ لیتے ہین، یہ گوشہ عرب، یمن کے نام سے مشہور ہے، پانچوین صدی ہجری کے وسط مین، یہ علاقہ خلافت عباسیہ کے احاطۂ اقتدار سے نکل کر، دولت فاطمیہ مصر کے قبضہ مین چلا گیا، اور اس کی صورت یہ ہوئی کہ یمن مین ایک مقام حزار ہے وہان مشہور قدیم قاضیون کا خاندان تھا جو آل صلیح کے نام سے مشہور تھا، وہان فاطمیون کی طرف سے ایک داعی زیادہ مبلغ پہونچا

[1] تاریخ رشید الدین خانی صفحہ ۱۹۹،

اوس نے اوس خاندان کے ایک نوجوان لڑکے مین نجابت اور اولوالعزمی کے غیرمعمولی
آثار دیکھکر اوسکو اپنے رنگ پر لانا شروع کیا، اور اسماعیلی مذہب کی اوس کو
تلقین کی، اسکا نام علی بن محمد صلیحی تھا، علی نے جوان ہوکر حوصلہ مندیون اور اولوالعزمیون کے
پر دبال پیدا کیے، علی کی ایک چچازاد بہن تھی جسکا نام اسمار تھا، یہ لڑکی حسن وجمال، تدبیر
دانش، علم وفضل، مردانگی وشجاعت مین بے مثال تھی، علی کی شادی اسمار سے ہوئی،
قدرت الٰہی نے اس طرح گویا دو قوتون کو باہم منضم کرکے یمن کی آیندہ قسمت کا ہیولیٰ تیار
کردیا، اور ان دونون کی ہمتون اور تدبیرون سے پورا ملک یمن اون کے قبضۂ
اختیار مین آگیا،

علی صلیحی کو دشمنون سے جو معرکے پیش آئے اوسمین اسمار اوس کی دست وبازو تھی،
ایک دفعہ جب وہ اپنے شوہر کے ساتھ مکہ معظمہ کی طرف کوچ کر رہی تھی کہ دفعۃً دشمنون نے
چھاپہ مارا، صلیحی کے ساتھ آدمی کم تھے، اوسکو شکست ہوئی، اور اسمار دشمنون کے ہاتھون مین
گرفتار ہوگئی، اور ایک زمانہ تک اونکے پاس قید رہی، اور بالآخر خود اپنی ہی تدبیرون سے
قید وبند کے دروازہ کو توڑکر باہر نکل آئی، اوس نے سخت چوکی پہرہ کے باوجود روٹی
کے اندر ایک خط رکھ کر قاصد کو جو ایک سائل کی صورت مین تھا، اپنے بیٹے کے پاس
روانہ کیا، وہ ایک فوج گران لیکر موقع پر آپہونچا، اور اسمار آزاد تھی، جب تک زندہ
رہی یمن کی ملکہ رہی تھی، ۴۷۹ھ مین اوس نے وفات پائی،

اسمار کے آغوش تربیت مین دو اور بہادر خاتونان اسلام پلکر جوان ہوئین،
ایک اوسکی لڑکی فاطمہ، اور دوسری اوسکی بہو سیدہ، فاطمہ نے تو اپنے شوہر کی قید سے
جسنے دوسری شادی کرلی تھی، مردانہ وار گلو خلاصی حاصل کی، چپکے سے اپنی مان کو

پیغام بھیجا، اور وہان سے فوج منگوا کر مردانہ بھیس بدل کر چل کھڑی ہوئی،

سیدہ اپنی ساس اسما کی وفات کے بعد یمن کی ملکہ ہوئی، اوسکا شوہر کرم عیاش اور راحت طلب تھا، سیدہ نے سلطنت کے بار کو نہایت عمدگی سے اُٹھایا، بہت سی عمارتین بنوائین، شہر آباد کیے، فوج کشیان کین، دشمنون کو تلوارون اور تدبیرون دونون سے زیر کیا، دولت فاطمیہ کی طرف سے جو مراسلے آتے تھے اونمین اوس کے لیے بڑے بڑے القاب شاہی استعمال کیے جاتے تھے[لہ]،

ابھی ہمکو بیسیون اسلامی ممالک اور سینکڑون اسلامی شاہی خاندانون کے اوراق تاریخی الٹنے باقی ہین، ایران، وترکستان وروم وافریقہ ومراکش واندلس کے حالات مطلق اس مختصر سلسلۂ مضمون مین نہین آئے، حالانکہ ان ملکون اور خاندانون مین بہادر خواتین اسلام کی کمی نہین، لیکن افسوس کہ دوسرے ضروری کامون کی مصروفیت مزید تفصیل کی اجازت نہین دیتی، مگر جاتے جاتے ہم خواتین اسلام کی ایک اور شجاعت وبہادری کا ذکر کرنا چاہتے ہین، جو اس جسمانی شجاعت وبہادری سے بدرجہا بلند و برتر ہے، اس سے مراد، اونکی اخلاقی وروحانی شجاعت وجرأت ہے،

آغاز اسلام مین متعدد مسلمان خواتین نے اپنے دین وایمان کی خاطر سخت سے سخت تکلیفین اُٹھائی ہین مگر کبھی قبلۂ حق سے روگردانی نہین کی، سُمیہؓ حضرت عمار بن یاسرؓ مشہور صحابی کی والدہ تھین، اونکو ابوجہل نے اسلام لانے کے جرم مین ایسی برچھی ماری کہ وہ جانبر نہ ہوسکین،

ام فکیہہ ایک صحابیہ تھین، حضرت عمرؓ اپنے اسلام سے پہلے اونکو مارتے مارتے

لہ یمن کے یہ تمام واقعات، تاریخ عمارۂ یمنی، مطبوعہ انڈیا آفس لندن مین مذکور ہین،

تھک جاتے تو کہتے کہ "مین نے رحم کھا کر تجکو نہین چھوڑا ہے، بلکہ اس لیے چھوڑا ہے کہ تھک گیا ہون، وہ نہایت استقلال سے جواب دیتین کہ "عمر اگر تم مسلمان نہوگے تو خدا تم سے ان بیرحمیون کا انتقام لے گا"، زنیرہ ایک اور صحابیہ تھین، وہ بھی اسلام کی راہ مین بے حد ستائی گئین، ابوجہل نے اونکو اسقدر مارا کہ اونکی آنکھین جاتی رہین، نہدیہ اور ام عبیس یہ دونون بھی صحابیہ ہین، یہ بھی اسلام لانے کے جرم مین سخت سے سخت مصیبتین جھیلتی تھین،[1]

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے جب بنو امیہ کے مقابلہ مین حجاز مین اپنی خلافت قائم کی، اور حجاج نے اونپر بڑے سر و سامان سے فوج کشی کی تو اونکے رفقا نے اونسے علیحدہ ہونا شروع کر دیا، مخلصون کی ایک بہت چھوٹی سی جماعت اون کے ساتھ رہ گئی، اوسوقت حضرت ابن زبیرؓ گھبرا کر اپنی مان، حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیقؓ کے پاس گئے، اور اجازت طلب کی کہ اگر مناسب ہو تو "مین حجاج سے صلح کر لون" بہادر مان نے جواب دیا "فرزند من! اگر تم باطل پر ہو تو آج سے بہت پہلے تمکو صلح کر لینی چاہیے تھی، اور اگر حق پر ہو تو رفقا کی کمی سے دل برداشتہ نہو، حق کی رفاقت خود کیا کم نصرت ہے" ابن زبیرؓ مان کے پاس سے واپس آئے اور تمام ہتھیار سجکر، مان سے رخصت ہونے آئے، مان نے سینہ سے لگایا تو جسم بہت سخت نظر آیا، پوچھا کہ کیا واقعہ ہے؟ فرمایا، مین نے دوہری زرہ پہن لی ہے، بولین یہ شہداے حق کا شیوہ نہین، ابن زبیرؓ نے زرہ اوتار ڈالی، پھر کہا مجھے ڈر ہے کہ دشمن میری لاش کے ٹکڑے نکرین، مان نے جواب دیا، "بیٹا! جب بکری ذبح ہو جاتی ہے تو اوسکو کھال کھینچنے کی تکلیف نہین ہوتی" اور اس طرح مان نے بیٹے کو مقتل مین بھیجا، اور حق و صداقت کی قربانگاہ پر اپنے دلبند کو نثار کر دیا،

---

[1] یہ تمام واقعات سیرۃ کی کتابون مین مذکور ہین،

حضرت ابن زبیرؓ کی شہادت کے بعد حجاج نے اون کی لاش کو بر سر راہ سولی پر لٹکا دیا، کچھ دنون کے بعد حضرت اسماءؓ کا جب اودھر سے گذر ہوا، تو بیٹے کی لاش سولی پر لٹکی نظر آئی، کون ایسی مان ہوگی جو اس منظر کو دیکھ کر تڑپ نہ جائے، لیکن وہ نہایت بے پروائی کے ساتھ اودھر سے گذر گئین، اور لٹکی ہوئی لاش کی طرف اشارہ کرکے یہ بلیغ فقرہ کہا کیا "اب تک یہ سوار اپنے گھوڑے[1] سے اُترا نہین"

اس روحانی شجاعت، اخلاقی جرأت، اور بے مثال صبر و استقلال کا نمونہ کہان نظر آسکتا ہے؟

ناظرین سے رخصت ہوکے اوس منظر کو اونکے سامنے کرتے جاتے ہین، جب غرناطہ کا آخری سلطان ابو عبد اللہ اپنے آخری قلعہ کی کنجیان، عیسائی فاتحون کے سپرد کر رہا ہے، اور اپنی تھوڑی سی جماعت کے ساتھ اوس سرزمین پر جہان مسلمانون نے ۸۰۰ برس حکومت کی، آخری نظر ڈالتے ہوئے، آنسوؤن کے تار اوسکی دونون آنکھون سے جاری ہوجاتے ہین، اوسوقت سلطان کی والدہ عائشہ آگے بڑھ کر کہتی ہین کہ "فرزند من! جس چیز کو تم مرد بنکر نہ بچا سکے اب اوس کے لیے عورتون کی طرح خوب[2] رو لو"، اس ایک فقرہ مین استقلال و جرأت کی کتنی روح بھری ہے،

یہ گذشتہ بہادر خواتین اسلام کے کارنامون کا ایک دھندلا سا خاکہ تھا، اب سوال یہ ہے کہ موجودہ خواتین اسلام آیندہ کی تاریخ اسلام کے لیے کیا کارنامہ دنیا مین چھوڑ جانا چاہتی ہین؟

سید سلیمان ندوی

---

[1] طبری، [2] لین پول کی "مسلمانان اندلس"

مصنف کی دوسری کتابین

ارض القرآن جلد دوم

اقوام قرآن مین سے مدین اصحاب الایکہ، قوم ایوب، بنو اسمٰعیل، اصحاب الرس، اصحاب الحجر، بنو قیدار، انصار اور
قریش کی تاریخ، اور عرب کی تجارت، زبان اور مذہب پر تفصیلی بحث صفحہ ۲۵۱ ۱۲؍

سیرۃ عایشہ رض

ام المومنین حضرت عایشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے احوال زندگی، قرون اولیٰ کی خانہ جنگیون کے اصلی اسباب
اور ام المومنین کے فضائل ومناقب اور اونکے اجتہادات وکمالات پر مفصل تبصرہ ضخامت ۳۵۰ صفحہ عـہ؍

لغات جدیدہ

چار ہزار جدید عربی الفاظ کی ڈکشنری، عـہ؍

دروس الادب

عربی کی پہلی ریڈر طبع سوم مع ترمیم، ۲؍
دوسری ریڈر طبع سوم، ۴؍

رسالہ اہل سنت والجماعت

فرقہ اہل سنت والجماعت کے اصولی عقاید کی تحقیق، ۸؍

خلافت اور ہندوستان

خلفائے اسلام اور مسلمانان ہند کے باہمی تعلقات کی تاریخ، آثار، فرامین شاہی، اور سکّونکے ذریعہ سے تشریح وتفصیل، ۸؍

حیات امام مالک

امام مالک کی سوانح عمری اور اونکی موطائے حدیث پر تبصرہ، قیمت ۶؍

بہادر خواتین اسلام

۴؍

"منیجر"